© rasailojaraid.com

اداریہ

قیامت خیز زلزلہ

پاکستان کی تاریخ میں ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کا دن دکھ اور کرب کے ساتھ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ جس روز قیامت خیز زلزلے نے ملک کے بڑے حصے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ خاص کر صوبہ سرحد کا بالائی اور آزاد کشمیر کا بیشتر حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔ ہزاروں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق تیس لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ برصغیر میں اپنی نوعیت کا یہ بدترین زلزلہ تھا' جس نے تمام مناظر تبدیل کر دیئے۔ اس بھونچال سے ایک پوری نسل تباہ ہو گئی۔ صدیوں میں تعمیر ہونے والے یہ تمام شہر اور قصبے لمحوں میں صفحۂ ہستی سے مٹ گئے اور یہاں کے باسی ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ جو زندہ رہے' ان میں اکثریت ایسے زخمیوں کی ہے' جو اپنے قیمتی اعضاء سے محروم ہو گئے۔ بٹگرام' بٹل' بالاکوٹ' مظفر آباد' پارس' جریڈ' باغ اور راولاکوٹ کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے۔

زلزلے کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے بڑے بڑے پہاڑ لرز اٹھے اور ٹوٹ کر بکھر گئے۔ سڑکوں میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئیں۔ تودے گرنے سے بیشتر علاقوں میں سڑکیں بند ہو گئیں۔ مواصلات کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ بجلی کے کھمبے اکھڑ کر دور جا گرے۔ لاکھوں افراد ملبوں تلے دب گئے۔ بروقت امدادی کاروائیاں شروع نہ ہونے سے ہزاروں لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس زلزلے کا المناک پہلو یہ ہے کہ لاتعداد لوگ اپاہج ہو گئے اور بیس سے پچیس ہزار بچے لاوارث اور یتیم ہو گئے۔ اس دلخراش زلزلے نے ہر گھر میں ایک دکھ بھری کہانی کو جنم دیا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے' جس کے ہاں کوئی مرگ نہ ہوئی ہو۔ اپنے پیاروں کی میتوں کو ملبوں سے نکالنے کا ذریعہ بھی کوئی نہیں تھا۔ ان کی بے بسی اور بے چارگی کا یہ عالم تھا کہ وہ حیرت بھری نظروں سے اپنے مکانوں کے ملبے کو دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اٹھا نہیں سکتے تھے۔

ایسے دکھ بھرے مناظر کہ انسان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ معصوم بچے' خواتین اور بوڑھے شدید زخمی حالت میں دوسروں کو دیکھتے۔ گویا زبان حال سے کہہ رہے ہوں کہ ہمارے لئے کچھ کرو۔ وہ لوگ جو اپنے گھروں میں آسودہ تھے اور خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ صرف چند سیکنڈوں میں وہ بدحال ہوئے اور پائی پائی کے محتاج ہو گئے۔ نہ سر چھپانے کیلئے جگہ رہی' نہ سر ڈھانپنے کیلئے آنچل۔ حتیٰ کہ اسی شام شدید بارش نے باقی کسر نکال دی۔ کھلے آسمان تلے زخمی بچے' بوڑھے' مرد و زن بے کسی میں پڑے رہے۔ اس حال میں بھی لوگ اپنے پیاروں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہے۔ نفسا نفسی کا یہ عالم کہ دوسروں کی ذرا خبر نہیں۔ آج بھی بعض لوگ حسرت و یاس کی تصویر بنے فضاؤں میں گھورتے ہیں۔

اگرچہ یہ زلزلہ تباہی' مصیبت اور آزمائش کا لامتناہی سلسلہ اپنے ساتھ لایا' لیکن عظیم حادثے میں عقل والوں کیلئے بے شمار درس ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو اس کائنات کے نظام کو ایک حادثہ ہی تصور کرتے ہیں۔ انہیں جان لینا چاہئے کہ کوئی ذات ہے جو اس کائنات کو کنٹرول کر رہی ہے اور جس کے تصرف میں یہ جہاں ہے۔ وہ اس قدر قوت اور طاقت کا مالک ہے کہ وہ ایک جنبش سے پوری دھرتی کو تہہ و بالا کر دیتا ہے۔ وہ بلاشرکت غیرے ارض و سماء کا مالک اور شہنشاہ ہے۔ جس کے رحم و کرم پر یہ جہاں قائم ہے۔ یہ بڑے بڑے پہاڑ تو صرف ہمارے لئے ہیں' جبکہ اس کے سامنے محض روئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبث اور بے کار پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس کے مقاصد بڑے واضح ہیں' جنہیں پورا کرنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ دنیا کی زندگی دراصل آخرت کی تیاری کی مہلت ہے اور یہ مہلت کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ انسان ساٹھ سال' ستر سال یا سو سال زندہ رہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر انسان اکیلا اکیلا طلب کیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے تو سارے جہاں کی مہلت ایک لمحے میں ختم کر دے۔ لہٰذا اس مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے اور ہر انسان کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور ہمیشہ اس کیلئے تیار رہنا چاہئے۔ دنیا کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زندگی میں ہم ایک دوسرے کے سرپرست ہیں۔ معمولی کوتاہی پر فوراً سرزنش کرتے ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہلت دی ہے اور حساب کیلئے ایک دن مقرر کر دیا ہے۔ اب اسی دن دربار میں حاضر ہو کر اپنا اعمال نامہ پیش کرنا ہوگا اور اسی کی بنیاد پر سزا و جزا ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ وہ کبھی کبھار اس دنیا میں عبرت کیلئے ایسے مناظر دکھاتا ہے تاکہ لوگ اپنا قبلہ درست کر لیں اور اس کے اطاعت گزار اور فرمانبردار ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ وہ اپنے بندوں سے بڑی محبت کرتا ہے اور انہیں تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ ہماری کوتاہی اور نااہلی ہے کہ ہم ایسے حادثات سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس کی رحمت طلب کرنی چاہئے اور ان آفات سے بچنے کیلئے اس کی پناہ میں جانا چاہئے۔ امید ہے کہ وہ اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے گا۔ بہر حال یہ قیامت خیز زلزلہ بھی ایک سبق ہے۔ ہے کوئی جو اس سے عبرت حاصل کرے......؟ ﴿فاعتبروا یا اولی الابصار﴾

ملی یکجہتی کا مظاہرہ

زلزلے کی تباہ کاریاں اور دلخراش مناظر نے جہاں المناک واقعات کو جنم دیا ہے' وہاں اس زلزلہ کے نتیجے میں ملی یکجہتی کا بھرپور مظاہرہ بھی دیکھنے میں آیا۔ پاکستانی قوم نے جس سچے جذبے اور خلوص کے ساتھ متاثرین کی مدد کی ہے' وہ قابل صد افتخار ہے۔ اس یکجہتی میں نہ کوئی انتہا پسند رہا' نہ کوئی روشن خیال' نہ سنی' نہ شیعہ...... بلکہ بحیثیت مسلمان سب نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے انسانیت کی خدمت کی۔ ہر طبقے سے تعلق رکھنے والوں نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ ڈالا اور ہر ممکن طریقے سے اس مدد کو ان تک پہنچایا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اب اس خوشگوار فضا کو برقرار رکھا جائے اور ہم ان سطور کے ذریعے صدر مملکت سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ بھی انتہا پسندی کی اصطلاح کو ختم کریں۔ اس زلزلے میں اسی طبقے نے سب سے زیادہ خدمت پیش کی ہے' جس کا اعتراف ساری دنیا نے کیا ہے۔ ہم اس ملی یکجہتی کے مظاہرے پر تمام بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کا وفد مولانا شعیب احمد کی سربراہی میں یہاں پہنچا۔ انہوں نے بھی بالاکوٹ' مظفر آباد' باغ کا دورہ کیا اور حالات کا جائزہ لیا۔ عید الفطر کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر پروفیسر ساجد میر' حاجی عبدالرزاق' میاں نعیم الرحمٰن اور برطانیہ سے آمدہ وفد نے مشترکہ طور پر متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور کروڑوں روپیہ متاثرین میں تقسیم کیا۔ جبکہ مرکزی جمعیت نے حافظ عبدالکریم کو ریلیف کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا ہے اور مختلف جگہوں پر خیمہ بستیاں بنائی گئی ہیں۔

اسی طرح سعودی عرب سے مختلف وفود بھی تشریف لائے ہیں۔ جن میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ المرردتی خاص طور پر شامل ہیں۔ ان کے ہمراہ ڈاکٹر سعد الصرفی' ڈاکٹر جاوید احمد اور الشیخ فہد الباہلی شامل تھے۔ جنہوں نے علاقے کا دورہ کیا۔ امدادی کارروائیوں کا جائزہ لیا۔ خاص کر جامعہ کے کیمپ کی کارکردگی کو سراہا۔

جامعہ سلفیہ امت کی جانب سے جامعہ زلزلے میں جو امدادی کارروائیاں کی گئیں ہیں' وہ ابھی جاری ہیں اور بالاکوٹ مسجد اور مدرسہ کی تعمیر تک جاری رہیں گی۔ ان شاء اللہ۔ احباب کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے تاکہ یہ مرکز دوبارہ قائم ہو اور علاقے میں کتاب وسنت کی دعوت کا آغاز ہو سکے۔

مولانا غلام اللہ امرتسری وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

جماعتی حلقوں میں یہ خبر انتہائی حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ جماعت کے مشہور ومعروف خطیب اور بزرگ عالم دین مولانا غلام اللہ امرتسری ۹ اور ۱۰ نومبر ۲۰۰۵ء کی درمیانی رات اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بڑے متقی' پرہیزگار اور شب زندہ دار عالم باعمل تھے۔ نماز باجماعت کا خصوصی اہتمام فرماتے' بلکہ ان کی کوشش ہوتی کہ پہلی صف میں امام کے قریب کھڑے ہوں۔ جامعہ سلفیہ کے سامنے رہائش کی وجہ سے اکثر اوقات جامعہ میں تشریف لاتے اور طلبہ سے بڑا پیار کرتے تھے۔ اپنی بات دوٹوک الفاظ میں کہہ دیتے۔ دینی امور میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوتے تھے۔ ان کی نماز جنازہ ۱۰ نومبر ۲۰۰۵ء بروز جمعرات کو بعد نماز عصر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ نے بڑے رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔

جامعہ سلفیہ ٹرسٹ کے ایک خصوصی اجلاس میں شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی' حافظ مسعود عالم' مولانا محمد یونس بٹ' مولانا مفتی عبدالحنان زاہد' مولانا محمد یوسف انور' قاری محمد رمضان' رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن طاہر' صوفی احمد دین اور دیگر اساتذہ جامعہ سلفیہ نے مولانا مرحوم کی وفات کو جماعت کیلئے ایک سانحہ قرار دیا اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے خصوصی دعا کی گئی اور لواحقین خصوصاً حکیم محمد جمیل سے اظہار تعزیت کیا گیا اور ان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ ﴿اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ وادخلہ الجنۃ الفردوس﴾

© rasailojaraid.com